

پریم چند کے ناولوں میں حقیقت نگاری کا بدلتا رجحان

(بازار حسن اور گودان کی روشنی میں تقابلی و تجزیاتی مطالعہ)

Changing Trends of Realism in the Novels of Premchand A Comparative and Analytical Study (In the Light of Bazaar-e-Husn and Godaan)

ڈاکٹر محمد عظیم الدین

Dr. Mohammed Azeemuddin

Head, Dept. of Urdu

Arts Commerce College, Yeoda,

Tq. Daryapur, Dist. Amravati, Maharashtra

Email: azeemshazli@gmail.com

تلخیص (Abstract):

یہ تحقیقی مقالہ اردو اور ہندی فکشن کے سنگ میل، منشی پریم چند (1880ء - 1936ء) کے دو کلیدی ناولوں، "بازارِ حُسن" (1919ء) اور "گودان" (1936ء) میں حقیقت نگاری (realism) کے فنی اظہار اور اس کے بنیادی مقصد میں رونما ہونے والے ایک گہرے جوہری نوعی تغیر (Qualitative Transformation) کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ اگرچہ سابقہ تحقیق نے پریم چند کی حقیقت نگاری میں بتدریج ارتقاء کا اعتراف کیا ہے، تاہم اس مقالے کا مرکزی استدلال یہ ہے کہ "بازارِ حُسن" میں انفرادی اخلاقیات، سماجی رسوم پر تنقید، اور شہری متوسط طبقے کے مسائل پر مرکوز حقیقت نگاری سے "گودان" میں استحصالی سماجی و معاشی نظام، طبقاتی جبر، اور دیہی ہندوستان کی المناک انسانی تقدیر پر مبنی حقیقت نگاری تک کا سفر محض ایک کمیتی (quantitative) یا تدریجی تبدیلی نہیں، بلکہ ایک جوہری نوعی تغیر ہے۔ یہ تغیر پریم چند کے فنی شعور کی غیر معمولی چٹنگی، نوآبادیاتی ہندوستان کے سماجی حقائق (بالخصوص 1919ء سے 1936ء کے دوران زری بحران اور کسانوں کی بڑھتی ہوئی بدحالی) کے بارے میں ان کے گہرے اور تلخ تر ہوتے ہوئے ادراک، اور ان کے بدلتے ہوئے سماجی و سیاسی نظریات کا نتیجہ ہے۔ مقالہ یہ واضح کرتا ہے کہ یہ نوعی تغیر پریم چند کے فنی انتخاب (کردار نگاری کی نوعیت میں فرد سے طبقے کی طرف منتقلی، پلاٹ کی ساخت میں اصلاحی یکسانیت سے المناک کثیرالجمعی، اور بیانیہ تکنیک میں زیادہ علامتی و تنقیدی زبان کا استعمال) اور ان کے گہرے ہوتے ہوئے سماجی و سیاسی شعور کا عکاس ہے، جہاں انفرادی اصلاح کی امید دم توڑتی ہے اور نظام کی جبریت غالب آجاتی ہے۔

تحقیق کے لیے دونوں ناولوں کے متن کا گہرا تقابلی تجزیہ (Textual Analysis) کیا گیا ہے، جس میں موضوعاتی وسعت و گہرائی، کردار نگاری کی سماجی و نفسیاتی پرتیں، پلاٹ کا ارتقاء، بیانیہ تکنیک، زبان و اسلوب، اور سماجی و سیاسی پس منظر کی عکاسی کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ تجزیہ ادبی حقیقت نگاری (لیوین، واٹ)، سماجی حقیقت نگاری و طبقاتی شعور (ایگلٹن، لوکاچ)، ناول بطور سماجی دستاویز (لوکاچ، باخٹن)، اور نوآبادیاتی سماجی و سیاسی ڈھانچوں (مارکس، وبر، اور بھارتی مورخین مثلاً چندرا) کے نظریات کی روشنی میں کیا گیا ہے۔

تحقیقی نتائج سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ پریم چند کی حقیقت نگاری کا یہ جوہری نوعی تغیر نہ صرف ان کے فنی کمال کا مظہر ہے بلکہ یہ انہیں بیسویں صدی کے عالمی ادب میں ایک ایسے عظیم حقیقت نگار کے طور پر مستحکم کرتا ہے جس نے اپنے عہد کے پیچیدہ سماجی و معاشی تضادات اور انسانی صورت حال کو غیر معمولی بصیرت، فنی مہارت، اور جرات مندانہ تنقیدی رویے کے ساتھ پیش کیا۔ یہ مقالہ پریم چند

شناسی میں ایک نئے زاویے کا اضافہ کرتا ہے اور ان کی ادبی وراثت کی عصری معنویت کو بھی اجاگر کرتا ہے۔ حوالہ جات امریکن سائیکولوجیکل ایسوسی ایشن (APA) کے ساتویں ایڈیشن کے مطابق درج ہیں۔

کلیدی الفاظ: پریم چند، حقیقت نگاری، نوعی تغیر، ناول، بازارِ حُسن، گودان، فرد، نظام، طبقاتی جبر، نوآبادیاتی ہندوستان، اردو فکشن۔

1. باب اول: تمہید و تعارف (Introduction)

نثری پریم چند (1880ء - 1936ء) بیسویں صدی کے اردو اور ہندی فکشن میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں، جن کی تخلیقات نے برصغیر کے ادب کو تخیل کی پرواز سے اتار کر زندگی کی ٹھوس اور کٹھور حقیقتوں سے روشناس کرایا۔ ان کی ادبی شناخت کا مرکزی حوالہ ان کی حقیقت نگاری (Realism) ہے، جس نے ہندوستانی فکشن کو ایک نئی جہت اور پائیدار روایت بخشی (صادق، 1982، ص. 80؛ نارنگ، 2013، ص. 45)۔ پریم چند کی حقیقت نگاری محض سطحی مشاہدے یا خارجی واقعات کی تصویر کشی تک محدود نہیں، بلکہ اس میں گہرا سماجی شعور، انسانی ہمدردی اور استحصالی نظام کے تجزیے کا عنصر بھی نمایاں ہے۔

پریم چند کے تخلیقی سفر کی ایک اہم خصوصیت ان کے فنی و فکری شعور کا بتدریج ارتقاء اور بالآخر ایک جوہری نوعی تغیر (Qualitative Transformation) ہے۔ ان کے ابتدائی فن پاروں میں مثالیت پسندی اور رومانیت کے اثرات ملتے ہیں، تاہم وقت کے ساتھ ساتھ ان کی حقیقت نگاری گہری، تلخ اور سماجی نظام کے جبر پر زیادہ بے لاگ تنقید کی حامل ہوتی گئی۔ اس تغیر کا بہترین عکس ان کے دو اہم ناولوں "بازارِ حُسن" (اردو اشاعت 1919ء، ہندی میں "سیوا سدن" 1918ء)، جو ان کے نسبتاً ابتدائی پختہ دور کا نمائندہ ہے، اور "گودان" (1936ء)، جو ان کے فنی کمال کا نقطہ عروج اور آخری شاہکار تسلیم کیا جاتا ہے، کے تقابلی مطالعے سے ملتا ہے۔ ان دو ناولوں کا موازنہ پریم چند کے تصورِ حقیقت نگاری میں رونما ہونے والے جوہری تغیرات اور ان کے پس پردہ کارفرما گہرے سماجی و فکری عوامل کو منکشف کرتا ہے۔

یہ تحقیقی مقالہ "بازارِ حُسن" اور "گودان" کے عمیق تقابلی تجزیے کے ذریعے پریم چند کی حقیقت نگاری میں وقوع پذیر اس جوہری نوعی تغیر کا تفصیلی مطالعہ پیش کرنے کی ایک علمی سعی ہے۔ اگرچہ سابقہ تحقیق نے پریم چند کی حقیقت نگاری میں ارتقاء یا تبدیلی کا ذکر کیا ہے (مثلاً، رئیس، 1990، ص. 56؛ احتشام حسین، 1985، ص. 112)، تاہم یہ مقالہ اس دعوے پر قائم ہے کہ "بازارِ حُسن" میں فرد کے مسائل (انفرادی و خاندانی مشکلات، اخلاقی انتخاب، سماجی رسوم پر تنقید) سے "گودان" میں نظام کی جبریت (استحصالی سماجی ڈھانچے، طبقاتی جبر، المناک انسانی تقدیر) تک کا سفر محض کیمیائی یا ارتقائی نہیں، بلکہ ایک جوہری نوعی تغیر ہے۔ اس "نوعی تغیر" سے مراد حقیقت نگاری کے مقصد، ہدف اور اسلوب میں وہ بنیادی تبدیلی ہے جہاں توجہ انفرادی اصلاح اور سماجی رسم پر تنقید سے ہٹ کر وسیع تر استحصالی نظام اور انسانی وجود کی المناکی پر مرکوز ہو جاتی ہے۔ یہ تغیر پریم چند کے فنی شعور کی غیر معمولی پختگی، سماجی حقائق کے بارے میں ان کے گہرے اور زیادہ تلخ ادراک، اور 1919ء سے 1936ء کے دوران ہندوستان کے تیزی سے بدلتے ہوئے اور شدید تر ہوتے سماجی، معاشی و سیاسی منظر نامے پر ان کے سنجیدہ فکری ردِ عمل کا نتیجہ ہے۔

الف: تحقیق کے بنیادی سوالات (Research Questions):

- 1) پریم چند کے ناولوں "بازارِ حُسن" اور "گودان" میں حقیقت نگاری کی نوعیت، بالخصوص فرد کی حقیقت اور نظام کے جبر کی تصویر کشی کے حوالے سے، کیا جوہری (qualitative) فرق پایا جاتا ہے؟
- 2) حقیقت نگاری کے وہ کون سے مخصوص فنی اور موضوعاتی پہلو ہیں (موضوعاتی گہرائی، کرداروں کی نمائندگی کا انداز، پلاٹ کی ساخت، بیانیہ تکنیک، زبان و اسلوب) جو "بازارِ حُسن" میں انفرادی سطح اور "گودان" میں نظام کی بے رحمی کو پیش کرتے ہوئے اس نوعی تغیر کو ظاہر کرتے ہیں؟

3) 1919ء اور 1936ء کے درمیانی عرصے کے کونے کلیدی سماجی، معاشی، اور سیاسی محرکات پریم چند کے تصورِ حقیقت نگاری میں اس نوعی تغیر کے ذمہ دار قرار دیے جا سکتے ہیں؟

4) یہ نوعی تغیر، پریم چند کے ہندوستانی سماجی ڈھانچوں، انسانی حالت، اور نظام کے اندر تبدیلی کے امکانات (یا ناگزیر المناکی) کے بارے میں گہرے ہوتے ہوئے ادراک کی کس طرح عکاسی کرتا ہے؟

ب: مقالے کا مرکزی استدلال:

مقالے کا مرکزی استدلال یہ ہے کہ ان تحقیقی سوالات کی روشنی میں پریم چند کی حقیقت نگاری "بازارِ حُسن" میں شہری متوسط طبقے کے انفرادی و خاندانی مسائل اور ان کی اخلاقی کشمکش پر مرکوز تھی، جس میں اصلاح اور امید کی ایک رفق موجود تھی؛ جبکہ "گودان" میں یہ دیہی ہندوستان کے جابرانہ استحصالی ڈھانچوں، طبقاتی جبر کی سفاکی، اور ان کے سامنے انسانی تقدیر کی المناک بے بسی کی ایک زیادہ وسیع، گہری، غیر مصالحانہ، اور نظام پر مبنی عکاسی اختیار کر لیتی ہے۔ یہ جوہری نوعی تغیر ان کے بڑھتے ہوئے سماجی و سیاسی شعور، زندگی کی تلخ حقیقتوں کے گہرے اور بے رحم مشاہدے، اور فنی پختگی کا ناگزیر نتیجہ تھا۔ اس تحقیق میں ادبی حقیقت نگاری، سماجی حقیقت نگاری، ناول کے ارتقاء اور نوآبادیاتی دور کے سماجی و سیاسی ڈھانچوں کے تجزیے سے متعلق نظریات سے استفادہ کیا جائے گا تاکہ اس تغیر کی نوعیت، محرکات، اور مضمرات کو گہرائی سے سمجھا جاسکے۔

2. باب دوم: متعلقہ ادب کا تنقیدی جائزہ (Critical Literature Review):

منشی پریم چند کی شخصیت، فن اور ادبی خدمات پر اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں تحقیقی و تنقیدی ادب کا ایک وسیع اور قابل قدر ذخیرہ موجود ہے۔ ان کے ناولوں، بالخصوص "بازارِ حُسن" اور "گودان"، پر لاتعداد مضامین، مقالات اور کتب شائع ہو چکی ہیں، جو پریم چند کی حقیقت نگاری، ان کے گہرے سماجی شعور اور ان کے ناولوں میں زیر بحث لائے گئے مسائل پر گہری بصیرت فراہم کرتی ہیں۔ تاہم، اس مقالے کے مخصوص دعوے، یعنی پریم چند کی حقیقت نگاری میں "بازارِ حُسن" سے "گودان" تک رونما ہونے والے "جوہری نوعی تغیر" (Qualitative Transformation) اور اس کے مخصوص تاریخی و فنی محرکات کے حوالے سے، موجودہ ادب کا تنقیدی جائزہ ایک واضح تحقیقی خلا (Research Gap) کی نشاندہی کرتا ہے۔

1) **سید احتشام حسین:** بلاشبہ، پریم چند کے فن کے صفِ اول کے مارکسی تجزیہ نگاروں میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے پریم چند کی سماجی حقیقت نگاری اور طبقاتی شعور کو نہایت مؤثر انداز میں اجاگر کیا (حسین، 1985، ص. 112)۔ احتشام حسین نے پریم چند کو ترقی پسند ادبی تحریک کا پیش رو قرار دیتے ہوئے ان کے ناولوں میں موجود سماجی تضادات کی عکاسی کو سراہا اور ان کے فن میں ایک ارتقائی عمل کا ذکر بھی کیا، جو سماجی حقیقتوں کے ان کے بڑھتے ہوئے ادراک کا نتیجہ تھا۔ تاہم، ان کا تجزیہ عمومی طور پر پریم چند کے مجموعی ترقی پسندانہ کردار اور طبقاتی نمائندگی پر مرکوز رہتا ہے۔ "بازارِ حُسن" اور "گودان" کے مابین حقیقت نگاری کی نوعیت میں موجود اس جوہری فرق، یعنی انفرادی اصلاح پسندی سے نظام پر مبنی تنقید کی جانب منتقلی (Qualitative Shift)، اور اس تغیر کے پس پردہ کارفرما مخصوص سماجی، سیاسی و معاشی محرکات (بالخصوص 1919ء تا 1936ء کے ہندوستان کے بدلتے ہوئے حالات) کے گہرے اور نامیاتی ربط کو ٹھوس شواہد کے ساتھ اس گہرائی اور وسعت سے واضح کرنے پر کم توجہ مرکوز کی گئی ہے جس کا یہ مقالہ ہدف رکھتا ہے۔ یہ نکتہ، جو ہمارے تحقیقی سوالات نمبر 1 اور 3 سے براہِ راست متعلق ہے، احتشام حسین کے وقیع کام کے باوجود مزید تحقیق اور صراحت کا متقاضی ہے۔

2) **قمر رئیس:** ان کی تصنیف "پریم چند کا تنقیدی مطالعہ" (1990) پریم چند کے فکری و فنی ارتقاء پر ایک جامع اور کلیدی حیثیت کی حامل ہے۔ رئیس نے پریم چند کی حقیقت نگاری کے مختلف مدارج کا تفصیلی تجزیہ پیش کیا ہے اور "بازارِ حُسن" سے "گودان" تک کے سفر میں ان کے سماجی شعور اور فنی پختگی میں آنے والی تبدیلیوں کی غیر مبہم نشاندہی کی ہے (رئیس، 1990، ص. 56)۔ انہوں نے

"گودان" کو پریم چند کی حقیقت نگاری کا "نقطہ عروج" قرار دیا، جہاں وہ ہندوستانی سماج کی جڑوں میں پیوست مسائل کو بے نقاب کرنے میں زیادہ کامیاب نظر آتے ہیں۔ بلاشبہ، رئیس کا کام پریم چند کے ارتقاء کو سمجھنے کے لیے ناگزیر ہے، لیکن زیرِ نظر مقالہ ان کے تجزیے کو ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے استدلال کرتا ہے کہ حقیقت نگاری میں آنے والا یہ فرق محض ایک "نقطہ عروج" تک پہنچنا نہیں، بلکہ ایک "جوہری نوعی تغیر" ہے۔ اس مقالے کا ہدف اس تغیر کے مخصوص میکازم (مثلاً، توجہ کا انفرادی اخلاقیات اور سماجی رسم پر تنقید سے نظام استحصال کی جانب منتقلی)، اس کے فنی مظاہر میں بنیادی فرق (مثلاً، زبان، پلاٹ، اور کردار نگاری کے انداز میں جوہری تبدیلی)، اور ان تبدیلیوں کا 1919ء سے 1936ء کے مخصوص تاریخی و سماجی محرکات سے گہرا نامیاتی ربط ٹھوس مبنی و تاریخی شواہد اور نظریاتی بنیادوں پر واضح کرنا ہے۔ یہ وہ پہلو ہیں جن پر قمر رئیس کے بصیرت افروز کام کے باوجود، اس مخصوص زاویے سے مزید منظم اور نظریاتی طور پر مستحکم تحقیق کی گنجائش موجود ہے۔

(3) دیگر ناقدین و محققین: گوپی چند نارنگ (مثلاً، "اردو افسانہ: روایت اور مسائل"، 2013)، ڈاکٹر محمد صادق (مثلاً، "بیسویں صدی میں اردو ادب"، 1982)، رام دلاس شرما، اور امرت رائے (مثلاً، "قلم کا سپاہی"، 1962) جیسے دیگر ممتاز ناقدین نے بھی پریم چند کی حقیقت نگاری، سماجی شعور، اور ان کے فنی سفر کے مختلف پہلوؤں پر گراں قدر کام کیا ہے۔ ان کے تجزیے پریم چند کے مقام و مرتبہ کا تعین کرنے اور ان کے ناولوں میں موجود سماجی مسائل اور حقیقت نگاری کی عمومی نوعیت پر روشنی ڈالنے میں نہایت معاون ہیں۔ متعدد ناقدین نے "بازارِ حُسن" اور "گودان" کا تقابلی مطالعہ بھی پیش کیا ہے، جو عموماً ان کے موضوعات، کرداروں (جیسے سمن بمقابلہ ہوری)، یا بیانیہ تکنیکوں کے فرق کو واضح کرتے ہیں۔

تاہم، جیسا کہ اس مختصر جائزے سے عیاں ہے، پریم چند پر موجود وسیع علمی سرمائے کے باوجود، ان کی حقیقت نگاری میں رونما ہونے والے اس "جوہری نوعی تغیر" کو بالخصوص ان کی سماجی و سیاسی بصیرت میں آنے والی گہرائی، نظام پر مبنی تنقید کی شدت میں اضافہ، اور اس تبدیلی کو ایک مربوط نظریاتی فریم ورک اور مخصوص تاریخی تناظر کے تحت پرکھنے کے حوالے سے اس کی تمام تر گہرائی، پیچیدگی، اور فنی باریکیوں کے ساتھ منظم اور نظریاتی طور پر مستحکم انداز میں مرکزی موضوع نہیں بنایا گیا ہے۔ اکثر مطالعات ارتقاء یا تبدیلی کا ذکر تو کرتے ہیں، لیکن اس تغیر کی "نوعیت" (quality) اور اس کے "کیوں" (why) یعنی مخصوص محرکات) پر وہ تفصیلی اور مدلل بحث فراہم نہیں کرتے جو اس مقالے کا بنیادی مقصد ہے۔ یہ مقالہ اسی علمی خلا (Research Gap) کو پر کرنے کی ایک سنجیدہ کوشش ہے اور یہ ہمارے تحقیقی سوالات کا جواب دیتے ہوئے یہ واضح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کہ پریم چند کی حقیقت نگاری "بازارِ حُسن" کی اصلاحی جھلک اور انفرادی نفسیاتی کشمکش پر مبنی تنقید سے کس طرح "گودان" کی نظام پر مبنی تنقید اور انسانی تقدیر کی المناک حقیقت نگاری تک ایک جوہری نوعی تغیر سے گزری۔ مزید برآں، یہ ثابت کرنا کہ یہ تغیر ان کے عہد کے مخصوص سماجی و سیاسی حالات سے گہرا اور نامیاتی طور پر مربوط تھا۔

3. باب سوم: نظریاتی فریم ورک: حقیقت نگاری کا جوہری تغیر، سماجی ڈھانچے، اور ناول بطور سماجی دستاویز

اس مقالے کا نظریاتی فریم ورک بنیادی طور پر ادبی حقیقت نگاری (Literary Realism)، سماجی حقیقت نگاری (Social Realism)، ناول بطور صنف اور اس کے سماجی کردار، اور سماجی و سیاسی ڈھانچوں کی تفہیم سے متعلق کلیدی نظریات پر استوار ہے تاکہ پریم چند کے ناولوں "بازارِ حُسن" اور "گودان" میں حقیقت نگاری کے اسلوب اور مقصد میں رونما ہونے والے جوہری نوعی تغیر کو اس کے وسیع تر علمی و تاریخی تناظر میں سمجھا جاسکے اور اس کے مخصوص فرق کو اجاگر کیا جاسکے۔ ان نظریات کا اطلاق نہ صرف اس "نوعی تغیر" کی ماہیت کو واضح کرے گا بلکہ ہمارے تحقیقی سوالات، بالخصوص سوال نمبر 1، 2، اور 4، کے مدلل جوابات کی بنیاد بھی فراہم کرے گا۔

(1) ادبی حقیقت نگاری (Literary Realism) اور سماجی حقیقت نگاری (Social Realism):

ادبی حقیقت نگاری، جیسا کہ لیوین (Levin, 1997) اور واٹ (Watt, 1957) نے واضح کیا، ادب میں زندگی اور معاشرے کو اس کی مادی، سماجی، اور نفسیاتی شکلوں میں صداقت اور تفصیل کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کا نام ہے۔ اس کا مقصد عموماً معاصر سماجی حقائق کی عکاسی ہوتا ہے۔ سماجی حقیقت نگاری، جو اکثر مارکسی فکر سے متاثر رہی ہے (مثلاً ایگلٹن، 1976)، اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر سماجی ناانصافیوں، طبقاتی تضادات، اور استحصالی نظاموں پر توجہ مرکوز کرتی ہے اور عموماً ایک تنقیدی اور بعض اوقات اصلاحی یا انقلابی زاویہ رکھتی ہے۔

اطلاق: اس مقالے میں، ہم ان نظریات کو یہ واضح کرنے کے لیے استعمال کریں گے کہ "بازارِ حُسن" میں پریم چند کی حقیقت نگاری کس طرح شہری متوسط طبقے کے مسائل، انفرادی اخلاقیات اور سماجی رسوم (مثلاً جہیز، بے جوڑ شادی) پر تنقید تک محدود تھی، جس میں اصلاح کا عنصر غالب تھا۔ اس کے برعکس، "گودان" میں ان کی حقیقت نگاری کس طرح سماجی حقیقت نگاری کے زیادہ ریڈیکل پہلوؤں کو اپناتی ہے، جہاں ہدف استحصالی زرعی نظام، طبقاتی ڈھانچے، اور نوآبادیاتی جبر بن جاتے ہیں۔ یہ تبدیلی حقیقت نگاری کے مقصد اور دائرہ کار میں ایک "جوہری نوعی" فرق کی نشاندہی کرتی ہے، جہاں توجہ فرد سے نظام کی جانب منتقل ہوتی ہے۔

2) ناول بطور سماجی دستاویز اور اس کا ارتقاء (Novel as Social Document and its Evolution):

جیورج لوکاچ (Lukács, 1971) نے ناول کو ایک ایسی صنف قرار دیا جو کسی عہد کے سماجی تضادات، تاریخ کی حرکیات، اور فرد کی اپنی معنویت کی تلاش کو پیش کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ان کے نزدیک، عظیم حقیقت نگار ناول نگار اپنے عہد کے "عام" کرداروں اور نمائندہ صورتحال کو پیش کر کے پورے سماجی ڈھانچے اور اس کی تاریخت (historicity) کی عکاسی کرتے ہیں۔ میخائیل باختن (Bakhtin, 1981) نے ناول کی "مکالماتی" (dialogic) اور "کثیر صدائی" (polyphonic) نوعیت پر زور دیا، جہاں مختلف سماجی آوازیں، نظریات، اور طبقات ایک دوسرے سے مکالمے یا تصادم کی حالت میں ہوتے ہیں، جس سے سماج کی پیچیدہ اور کثیرالجہت تصویر ابھرتی ہے۔

اطلاق: ہم "گودان" کے کرداروں (خصوصاً ہوری اور دیگر کسان کرداروں) کو لوکاچ کے "عام" کرداروں کے نظریے کی روشنی میں پرکھیں گے، جو محض انفرادی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ پورے استحصالی نظام کے جبر اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی طبقاتی بے بسی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ دکھایا جائے گا کہ ان کرداروں کی "عمومیت" کس طرح "بازارِ حُسن" کے کرداروں (مثلاً سمن) کی "عمومیت" سے مختلف، زیادہ وسیع، اور نوعی طور پر گہری ہے، جو شہری متوسط طبقے کی انفرادی اخلاقی و سماجی مشکلات تک محدود تھی۔ باختن کے نظریے کی روشنی میں، ہم یہ تجزیہ کریں گے کہ "گودان" کا بیانیہ "بازارِ حُسن" کے نسبتاً یک جہتی بیانیے کے مقابلے میں کس طرح زیادہ کثیرالجہت آوازوں (مثلاً کسان، زمیندار، مہاجن، شہری دانشور) اور سماجی طبقات کے مابین تصادم اور مکالمے کو پیش کرتا ہے، جو اس کی زیادہ وسیع اور نظام پر مبنی حقیقت نگاری کا عکاس ہے، اور یہ پریم چند کے فنی تغیر کا ایک اہم پہلو ہے۔

3) سماجی ڈھانچے، طبقاتی تفریق، اور نوآبادیاتی ہندوستان کے نظریات (Theories of Social Structure,)

:(Class Differentiation, and Colonial India

کارل مارکس (Marx, 1976، اصل اشاعت 1867) نے سرمایہ دارانہ نظام اور طبقاتی استحصال کے ڈھانچوں کا تجزیہ کیا جو ذرائع پیداوار کی ملکیت پر مبنی عدم مساوات سے جنم لیتا ہے۔ میکس ویبر (Weber, 1978) نے طبقات کے علاوہ سماجی حیثیت (status) اور طاقت (power) کے کردار کو بھی سماجی سطح بندی اور جبر کے عوامل میں شامل کیا۔ نوآبادیاتی ہندوستان کے تناظر میں، مورخین مثلاً پن چندرا (Chandra, 1988)، گیانیندر پانڈے (Pandey, 1990)، اور وائی. وی. راؤ (Rao, 1963)

نے نوآبادیاتی ہندوستان کے مخصوص سماجی، معاشی، اور سیاسی ڈھانچوں، زرعی معیشت کے بحران، کسانوں کی روز افزوں بدحالی، طبقاتی کشمکش، اور نوآبادیاتی ریاست کے کردار کو واضح کیا ہے۔

اطلاق: ان نظریات اور تاریخی تجزیوں کو بروئے کار لاتے ہوئے، ہم یہ مدلل انداز میں پیش کریں گے کہ 1919ء (جب "بازارِ حُسن" شائع ہوا) اور 1936ء (جب "گودان" شائع ہوا) کے درمیانی عرصے میں ہندوستان کے سماجی و معاشی ڈھانچوں میں کیا مخصوص اور گہری تبدیلیاں رونما ہوئیں (مثلاً، عالمی معاشی بحران (Great Depression) کے اثرات، زرعی قیمتوں میں شدید گراؤ، کسانوں پر قرض کے بوجھ میں بے پناہ اضافہ، کسان تحریکوں کا ابھار)۔ یہ تاریخی شواہد اس بات کو سمجھنے میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں کہ ان تبدیلیوں نے کس طرح پریم چند کے سماجی و سیاسی شعور کو گہرا کیا اور انہیں "بازارِ حُسن" کی انفرادی اخلاقیات اور شہری اصلاح پسندی پر مبنی حقیقت نگاری سے ہٹ کر "گودان" کی نظام پر مبنی، طبقاتی جبر اور دیہی استحصال کی سفاکانہ حقیقت نگاری کی طرف ایک "جوہری نوعی تغیر" اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ یہ تجزیہ براہِ راست ہمارے تحقیقی سوال نمبر 3 کا جواب دے گا۔

تجزیہ :

اس جامع نظریاتی فریم ورک کی روشنی میں، آئندہ ابواب میں "بازارِ حُسن" اور "گودان" کے متن کا گہرا تقابلی تجزیہ کیا جائے گا۔ اس تجزیے میں موضوعاتی وسعت و گہرائی، کردار نگاری (بالخصوص ان کی سماجی، نفسیاتی اور علامتی جہتیں)، پلاٹ کی ساخت اور ارتقاء، بیانیہ تکنیک، زبان و اسلوب کا استعمال، اور سماجی و سیاسی پس منظر کی عکاسی جیسے پہلوؤں پر توجہ مرکوز کی جائے گی۔ اس کا مقصد یہ واضح کرنا ہوگا کہ پریم چند کی حقیقت نگاری ان دونوں ناولوں میں کیا مختلف اور نوعی طور پر منفرد شکلیں اختیار کرتی ہے، یہ تغیر محض ارتقاء نہیں بلکہ ایک "جوہری نوعی تغیر" کیوں ہے، اور یہ کس طرح ان کے وسیع تر فنی، فکری، اور تاریخی سفر کا عکاس ہے۔

4. باب چہارم : تجزیہ و مباحثہ: حقیقت نگاری کے جوہری تغیر کا متنی و نظریاتی انکشاف

منشی پریم چند کے تخلیقی سفر میں "بازارِ حُسن" (1919ء) سے "گودان" (1936ء) تک کا سترہ سالہ عرصہ ان کی حقیقت نگاری میں ایک محض ارتقائی نہیں، بلکہ ایک جوہری نوعی تغیر (Qualitative Transformation) کا مظہر ہے۔ یہ تغیر ان کے موضوعات کے انتخاب، کردار نگاری کے انداز، پلاٹ کی ساخت، بیانیہ تکنیک، اور سب سے بڑھ کر حقیقت کو دیکھنے اور پیش کرنے کے زاویہ نظر میں نمایاں ہے۔ ذیل میں، ہم اپنے نظریاتی فریم ورک (ادبی و سماجی حقیقت نگاری، ناول کا سماجی کردار، اور سماجی و طبقاتی ڈھانچوں کے نظریات) کی روشنی میں ان دونوں ناولوں کا تقابلی تجزیہ پیش کرتے ہوئے اس جوہری تغیر کے مختلف پہلوؤں کو واضح کریں گے اور اپنے تحقیقی سوالات کے جوابات تلاش کریں گے۔

4.1. سماجی منظر نامے اور موضوعاتی وسعت کا جوہری تغیر: فرد سے نظام تک

"بازارِ حُسن" اور "گودان" کے بنیادی سماجی منظر ناموں اور مرکزی موضوعات میں ایک ایسا جوہری فرق موجود ہے جو ان کی حقیقت نگاری کی نوعیت کو یکسر بدل دیتا ہے، اور یہ فرق پریم چند کے گہرے ہوتے ہوئے سماجی شعور کا عکاس ہے۔

1) "بازارِ حُسن": فرد، رسم اور اخلاقی حقیقت نگاری (Urban Milieu, Individual Morality, and

(Reformist Realism

"بازارِ حُسن" (1919) کا مرکزی سماجی منظر نامہ بیسویں صدی کے اوائل کا ہندوستانی شہری متوسط طبقہ اور اس کے گرد و نواح ہے۔ ناول کی توجہ بنیادی طور پر سماجی رسوم کی فرسودگی (بالخصوص جہیز، بے جوڑ شادیاں)، انفرادی اخلاقیات (سمن کا اخلاقی زوال، پشیمانی اور روحانی بیداری)، اور خاندانی مسائل پر مرکوز ہے۔ مثال کے طور پر، سمن کا طوائف بننے کا فیصلہ اور اس کی زندگی کا المیہ ابتدائی طور پر اس کے شوہر گجادر کی بے حسی، سسرال کی جانب سے جہیز کے بالواسطہ دباؤ، اور سماجی توقعات کے ساتھ اس کی ذاتی خواہشات

(معاشی آسودگی، سماجی مرتبہ) اور نفسیاتی کشش کا نتیجہ ہے۔ ناول ان مخصوص سماجی رسوم اور انفرادی کرداروں کی اخلاقی کمزوریوں یا طاقتوں پر تنقید کرتا ہے۔ پریم چند یہاں فرد کے اخلاقی انتخاب، سماجی رسم کی جکڑ بندی، اور ان سے انحراف یا مطابقت پر مبنی حقیقت نگاری پیش کرتے ہیں۔ لوکاچ (1971) کے تصور کے مطابق، یہاں کے کردار (سمن، بھولی، پدم سنگھ) شہری متوسط طبقے کی مخصوص سماجی صورتحال اور اخلاقی مضمضوں کے نمائندے ہیں۔ حقیقت نگاری کا ہدف یہاں انفرادی زندگی کی پیچیدگیاں اور سماجی رسوم کی سطح پر اصلاح ہے۔ ناول ایک واضح اصلاحی نقطہ نظر (Reformist Agenda) اپناتا ہے اور مسائل کا حل انفرادی سطح پر (سمن کی کردار کی تبدیلی) یا محدود سماجی تنظیموں (سیوا سدن کا قیام) کے ذریعے ممکن دیکھتا ہے (بحوالہ رئیس، 1990)۔ یہاں نظام پر براہ راست اور بنیادی تنقید کے بجائے، اس کے ضمنی اثرات اور انفرادی رد عمل پر زور ہے۔

2) "گودان": نظام، طبقات اور وجودی حقیقت نگاری (Agrarian System, Class Struggle, and Existential Realism)

اس کے برعکس، "گودان" (1936) کا منظر نامہ بنیادی طور پر نوآبادیاتی ہندوستان کی وسیع دیہی زرعی معیشت اور اس کے استحصالی ڈھانچوں کا احاطہ کرتا ہے۔ ناول کی توجہ کسانوں کی دائمی غربت، جاگیردارانہ نظام کے جبر (زمیندار رائے صاحب اگرچہ بظاہر ہمدرد، مگر نظام کا حصہ ہیں؛ پنواری، تحصیلدار)، مہاجنی استحصالی (جھنگری شاہ، دلاری سہوائن)، ذات پات کی تفریق، اور ریاستی و مذہبی اداروں کی ملی بھگت سے پیدا ہونے والی بے بسی پر مرکوز ہے۔ مثال کے طور پر، ہوری کی زندگی کی تمام تر کڑی محنت، دیانتداری اور گائے پالنے کی معصوم خواہش کے باوجود اس کا مسلسل مقروض رہنا، زمین سے بتدریج محرومی، اور بالآخر المناک موت محض انفرادی بدقسمتی یا کردار کی کمزوری کا نتیجہ نہیں، بلکہ ایک ایسے ہمہ گیر اور جابرانہ نظام کا منطقی انجام ہے جو اپنی ساخت میں ہی غیر منصفانہ اور استحصالی ہے۔ مارکس (1976) کے نظریے کے مطابق، ہوری کا استحصالی پیداواری رشتوں (Relations of Production) میں موجود عدم مساوات اور فاضل قدر (Surplus Value) کی منتقلی کا عکاس ہے۔ ویبر (1978) کے تصورات کی روشنی میں دیکھیں تو زمیندار، مہاجن، اور پنڈت اپنی سماجی حیثیت (Status) اور طاقت (Power) کا استعمال کرتے ہوئے کسان کا استحصالی کرتے ہیں۔ پریم چند یہاں محض افراد یا رسوم پر نہیں، بلکہ پورے سماجی و معاشی نظام کو ہدف تنقید بناتے ہیں اور یہ دکھاتے ہیں کہ کس طرح یہ نظام، فرد کی تمام تر نیکی اور جدوجہد کے باوجود، اسے کچل کر رکھ دیتا ہے۔ یہاں حقیقت نگاری کا ہدف فرد کے مسائل سے کہیں آگے بڑھ کر پورے نظام کی جڑوں میں پیوست خرابیوں، اس کی داخلی حرکیات، اور اس کے انسانیت سوز نتائج کو بے نقاب کرنا ہے۔ ناول کوئی آسان یا اصلاحی حل پیش نہیں کرتا؛ ہوری کا المناک انجام (گائے کی خواہش کی عدم تکمیل، کفن کے لیے بھی قرض) نظام کی جبریت اور ناگزیریت کو انتہائی تلخی سے ظاہر کرتا ہے (بحوالہ رئیس، 1990)۔ یہاں لوکاچ (1971) کے مطابق، ہوری اور دھنیا جیسے کردار اس استحصالی نظام کے "عام" (Typical) نمائندے ہیں جو اپنی انفرادی تقدیر میں پورے طبقے اور عہد کے سماجی تضادات اور نظام کی بے رحمی کو مجسم کرتے ہیں۔

تجزیہ: یہ موضوعاتی اور منظر نامے کا تغیر واضح کرتا ہے کہ پریم چند کا سماجی و سیاسی شعور انفرادی زندگی کی اصلاح اور سماجی رسوم پر تنقید کی سطح سے بلند ہو کر ہندوستان کے اصل بنیادی ڈھانچے، یعنی دیہی زرعی معیشت اور اس میں جاری استحصالی نظام کی گہرائی تک پہنچ چکا تھا۔ حقیقت نگاری کا ہدف "فرد کے اعمال" سے "نظام کے اعمال" (System's Action and Impersonality) کی جانب منتقل ہو گیا، جو بلاشبہ ایک جوہری نوعی تبدیلی ہے۔

4.2. کردار نگاری میں جوہری تغیر: انفرادی نفسیات سے طبقاتی نمائندگی تک

کردار نگاری کے فن میں بھی "بازارِ حُسن" سے "گودان" تک پریم چند نے ایک جوہری تغیر کا مظاہرہ کیا ہے، جہاں کردار انفرادی نفسیاتی اکائیوں سے زیادہ وسیع تر سماجی و طبقاتی قوتوں کے نمائندے اور بعض اوقات مظہر بن جاتے ہیں۔

(1) "بازارِ حُسن" کے کردار: نفسیاتی گہرائی اور اخلاقی کشمکش کے حامل افراد

"بازارِ حُسن" کے مرکزی کردار، بالخصوص سمن، قابل ذکر نفسیاتی گہرائی اور شدید اخلاقی کشمکش کا مظہر ہیں۔ ان کی جدوجہد بڑی حد تک ان کے ذاتی فیصلوں، ان کی خواہشات (عزت، آسائش، محبت)، اور سماجی دباؤ (شوہر کی بے اعتنائی، سسرال کا رویہ، معاشرتی بدنامی کا خوف) کے مابین ہے۔ سمن کا طوائف بننے کا فیصلہ، اگرچہ حالات کی مجبوری کا شاخصانہ ہے، لیکن اس میں اس کی ذاتی انا، نفسیاتی ردِ عمل اور ایک طرح کی انفرادی، اگرچہ تباہ کن، خود ارادیت (agency) کا عمل دخل بھی شامل ہے۔ مثال کے طور پر، جب سمن اپنے شوہر کے گھر سے نکالے جانے کے بعد طوائف بننے کا فیصلہ کرتی ہے، تو یہ سماجی بدنامی کے خوف اور معاشی بے یقینی کے ساتھ ساتھ اس کے زخمی فخر اور ایک متبادل سماجی حیثیت (اگرچہ منفی) کے حصول کی لاشعوری خواہش کا بھی نتیجہ ہے۔ وہ ایک انفرادی وجود ہے جو مخصوص سماجی مسائل سے دوچار ہے اور ان کا مقابلہ اپنی اخلاقی ساخت اور نفسیاتی رجحانات کے مطابق کرتی ہے۔ اس کی "عمومیت" (Lukács, 1971) شہری متوسط طبقے کے ان افراد کی اخلاقی و سماجی مشکلات کو پیش کرتی ہے جو فرسودہ رسوم اور ذاتی خواہشات کے درمیان پس رہے ہیں۔ کرداروں کی اصلاح اور نجات کا امکان بھی انفرادی سطح پر موجود ہے، جیسا کہ سمن کی سیوا سدن کے ذریعے سماجی خدمت کی طرف واپسی۔

(2) "گودان" کے کردار: نظام کے جبر کے نمائندے اور طبقاتی تقدیر کے اسیر

اس کے برعکس، "گودان" کے کردار، بالخصوص ہوری اور اس کا خاندان (دھنیا، گوہر)، نظام کے سامنے کہیں زیادہ بے بس اور مجبور نظر آتے ہیں۔ ان کی تقدیر بڑی حد تک بیرونی، ہمہ گیر سماجی و معاشی قوتیں (زمیندار، مہاجن، پٹواری، پنڈت، پولیس) طے کرتی ہیں۔ ہوری محض ایک فرد نہیں، بلکہ وہ نوآبادیاتی ہندوستان کے لاکھوں استحصال زدہ کسانوں کی طبقاتی نمائندگی کرتا ہے۔ اس کی جدوجہد اخلاقی سے زیادہ وجودی (existential) اور نظامیاتی (systemic) ہے۔ مثال کے طور پر، ہوری کی ایک گائے کی سادہ سی خواہش، اس کے لیے قرض در قرض لینا، اور بالآخر اپنی رہی سہی زمین سے بھی محروم ہو کر کسمپرسی کی حالت میں مر جانا، اس کی انفرادی غلطیوں یا کمزوریوں (مثلاً، سماجی رتبے کی جھوٹی خواہش یا بعض اوقات سادگی) سے کہیں زیادہ مہاجنی نظام کے سودی چکر، زمیندار کے بے لگام لگان، اور سماجی رسم و رواج (مثلاً، بیٹے کی شادی یا برادری کے تقاضے) کے ناقابل برداشت بوجھ کا نتیجہ ہے۔ اس کے اعمال اور نیک نیتی نظام کے جبر کے سامنے اکثر بے معنی اور بے اثر ہو کر رہ جاتے ہیں۔ وہ لوکاچ (1971) کے نظریے کے مطابق ایک "عام" (typical) کردار ہے جو اپنے طبقے اور عہد کے بنیادی سماجی تضادات اور المناکیوں کا زندہ مجسمہ ہے۔ اس کی "عمومیت" (typicality) محض انفرادی نہیں، بلکہ پورے کسان طبقے کی تقدیر اور نظام کے ہمہ گیر جبر کی عکاس ہے۔ دیگر کردار بھی (مثلاً دھنیا کی مزاحمت اور بالآخر شکست، گوہر کا شہر کی طرف فرار اور پھر دیہی نظام میں واپسی پر سمجھوتہ، رائے صاحب کا دھرا معیار، دلتادین پنڈت کی مذہبی آڑ میں لوٹ کھسوٹ) اپنے اپنے طبقات اور نظام میں اپنے مخصوص مقام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ان کے دکھ درد، ان کی چھوٹی چھوٹی خوشیاں، اور ان کی زندگی کا المناک انجام اکثر و بیشتر نظام کے براہ راست یا بالواسطہ نتیجے کے طور پر پیش ہوتا ہے۔ کردار انفرادی نفسیات کی پیچیدگیوں سے صرف نظر کیے بغیر، نظام کے جبر کی علامتیں اور اس کے نتائج کے مظاہر بن جاتے ہیں۔ یہ کردار نگاری کی نوعیت میں ایک جوہری فرق ہے، جہاں فرد کی نفسیات پر سماجی و معاشی ڈھانچے کی جبریت حاوی ہو جاتی ہے۔

تجزیہ: یہ تغیر ظاہر کرتا ہے کہ پریم چند کا فنی ارتکاز فرد کی نفسیاتی یا اخلاقی کمزوریوں اور خوبیوں سے ہٹ کر اس وسیع تر سماجی و معاشی ڈھانچے پر منتقل ہو گیا جو افراد کو ایک خاص انداز میں برتاؤ کرنے یا ایک خاص انجام سے دوچار ہونے پر مجبور کرتا ہے۔ "گودان" میں کردار محض انفرادی نفسیاتی وجود نہیں رہتے، بلکہ وہ ایک بے رحم نظام کے تحت پسے والے طبقات کی زندہ اور متحرک تصویریں بن جاتے ہیں، جو حقیقت نگاری کے ایک نئے، گہرے اور زیادہ تنقیدی مرحلے کی نشاندہی کرتا ہے۔

4.3. پلاٹ اور بیانیہ تکنیک میں جوہری تغیر: اصلاحی یکسانیت سے المناک کثیرالجمعی تک

پلاٹ کی ساخت، اس کے ارتقاء، اور بیانیہ تکنیک کے استعمال میں بھی "بازارِ حُسن" اور "گنودان" کے مابین ایک واضح جوہری تغیر موجود ہے، جو پریم چند کے بدلتے ہوئے فنی مقاصد اور گہرے ہوتے ہوئے سماجی ادراک کی عکاسی کرتا ہے۔

(1) "بازارِ حُسن" کا پلاٹ و بیانیہ: مرکزی کردار، خطی ارتقاء اور اصلاحی انجام

"بازارِ حُسن" کا پلاٹ بڑی حد تک ایک مرکزی کردار، سمن، کی زندگی کے گرد گھومتا ہے اور کہانی نسبتاً ایک خطی (linear) انداز میں آگے بڑھتی ہے، جس میں واقعات کا ایک منطقی تسلسل پایا جاتا ہے۔ سمن کی شادی، شوہر سے ناچاقی، گھر سے اخراج، طوائف بننا، پشیمانی، اور بالآخر سیوا سدن کے ذریعے سماجی خدمت کی طرف مراجعت، ایک واضح ترتیب میں پیش کیے گئے ہیں۔ بیانیہ بعض مقامات پر اصلاحی اور نصیحت آمیز لہجہ بھی اختیار کرتا ہے، جہاں راوی یا کردار سماجی برائیوں اور اخلاقی قدروں پر براہ راست تبصرہ کرتے نظر آتے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ناول کا انجام، اگرچہ مثالی (idealistic) نوعیت کا ہے، مگر ایک مثبت اور اصلاحی حل پیش کرتا ہے۔ سمن کو سیوا سدن کے ذریعے ایک باوقار اور بامقصد زندگی گزارنے کا موقع ملتا ہے، جو سماجی اصلاح اور انفرادی تطہیر کی ایک امید افزا تصویر پیش کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، سمن کی سماجی قبولیت (اگرچہ محدود اور مشروط) اور اس کا ایک فعال سماجی کارکن بننا، ناول میں اصلاحی امکان کو ظاہر کرتا ہے۔ یہاں پلاٹ کا بنیادی مقصد ایک سماجی مسئلے (طوائف کا مسئلہ، بے جوڑ شادی) کو اس کے انفرادی اور سماجی پہلوؤں کے ساتھ پیش کر کے اس کا ایک قابل عمل (اگرچہ مثالی) حل تجویز کرنا ہے۔

(2) "گنودان" کا پلاٹ و بیانیہ: پیچیدہ ساخت، کثیرالجمعی، اور المناک انجام

اس کے برعکس، "گنودان" کا پلاٹ کہیں زیادہ پیچیدہ، کثیرالجمعی، اور غیر خطی (non-linear in a broader sense of interwoven narratives) ہے۔ یہ محض ایک مرکزی کردار یا ایک واحد کہانی پر محیط نہیں، بلکہ متعدد متوازی اور ایک دوسرے سے جڑی ہوئی کہانیوں اور کرداروں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے (ہوری اور اس کے خاندان کی مرکزی کہانی، رائے صاحب امرپال سنگھ اور ان کے شہری دوستوں کی کہانی، مرزا خورشید، مسٹر کھنہ، مس مالٹی، گوبر اور جھنپا کی کہانی، دلتادین اور ماتا دین کی کہانی وغیرہ)۔ یہ تمام کہانیاں مل کر نوآبادیاتی ہندوستان کے دیہی اور شہری سماج کے مختلف طبقات، ان کے تضادات، اور ان کے باہمی رشتوں کی ایک وسیع اور جامع تصویر پیش کرتی ہیں۔ یہ ساخت باختن (1981) کے "مکالماتی" (dialogic) اور "کثیر صدائی" (polyphonic) ناول کے تصور سے قریب تر ہے، جہاں مختلف سماجی طبقات، نظریات، اور انفرادی آوازیں ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں، مکالمہ کرتی ہیں، اور ایک دوسرے کی نفی یا اثبات کرتی ہیں۔ "گنودان" کا بیانیہ زیادہ وسیع، پینورامک (panoramic)، اور دستاویزی نوعیت کا ہے۔ ناول کا لہجہ اکثر تلخ، حقیقت پسندانہ، اور غیر مصالحانہ ہے، جس میں طنز کی گہری کاٹ بھی موجود ہے۔ اس کا انجام ہوری کی المناک موت اور اس کی دیرینہ خواہش (گودان) کی عدم تکمیل پر ہوتا ہے، جو کسی واضح حل یا امید کی کرن پیش نہیں کرتا، بلکہ نظام کی بے رحمی اور انسانی تقدیر کی المناک کو شدت سے اجاگر کرتا ہے۔ ہوری کی موت اور گودان کی رسم کی مضحکہ خیز اور بے معنی ادائیگی (قرض لے کر گودان) کسی فرد کی ناکامی نہیں، بلکہ ایک جابرانہ نظام کے سامنے انسانی وجود کی المناک ناگزیریت اور بے بسی کی علامت ہے۔ ناول اس المناک سے فرار کا کوئی آسان راستہ نہیں دکھاتا۔ یہاں پلاٹ کا مقصد کسی ایک مسئلے کا حل پیش کرنا نہیں، بلکہ پورے استحصالی نظام کی داخلی حرکیات، اس کی ناگزیریت، اور اس کے تباہ کن انسانی انجام کو بے نقاب کرنا ہے۔

(3) بیانیہ تکنیکوں کا جوہری تغیر: زبان، استعارہ اور راوی کا نقطہ نظر

"گودان" میں پریم چند بیانیہ تکنیکوں کو "بازارِ حُسن" کے مقابلے میں زیادہ فنکارانہ پختگی اور مؤثر انداز میں استعمال کرتے ہیں۔ اگرچہ زبان کی سادگی اور سلاست پریم چند کا خاصہ رہی، لیکن "گودان" میں اس کا استعاراتی، علامتی، اور طنزیہ استعمال کہیں زیادہ گہرا اور کثیر معنوی ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، "گائے" کا استعارہ "گودان" میں محض ایک جانور نہیں، بلکہ کسان کی عزت، اس کی معاشی بقا کی امید، اس کی مذہبی و ثقافتی شناخت، اور بالآخر اس کے استحصال اور ایسے کی ایک جامع اور طاقتور علامت بن جاتا ہے۔ یہ "بازارِ حُسن" کے نسبتاً سادہ اور براہ راست استعاروں سے نوعی طور پر مختلف اور زیادہ وسیع مفہوم کا حامل ہے۔ راوی کا نقطہ نظر "گودان" میں زیادہ وسیع، معروضی (objective) اور سماجیاتی (sociological) ہو جاتا ہے۔ وہ کرداروں کے ذہنوں میں اترنے کے ساتھ ساتھ سماجی و معاشی قوتوں کے وسیع تر تناظر کو بھی بیان کرتا ہے۔ مکالمے کرداروں کی سماجی حیثیت، ان کی طبقاتی نفسیات، اور ان پر گزرنے والے حالات کے تناظر میں زیادہ گہرے، فطری، اور بعض اوقات شدید المناک ہو جاتے ہیں۔ یہ فنی تبدیلیاں حقیقت نگاری کے جوہری نوعی تغیر کو تقویت دیتی ہیں، کیونکہ اب فنی حربے محض کہانی بیان کرنے یا اصلاحی پیغام دینے کے بجائے، ایک پیچیدہ اور جابرانہ نظام پر گہری اور کثیر جہتی تنقید کے لیے زیادہ مؤثر طور پر استعمال ہو رہے ہیں۔

تجزیہ:

• پریم چند کے ناول "بازارِ حُسن" اور "گودان" کے پلاٹ اور بیانیہ تکنیک میں ایک واضح جوہری تغیر نمایاں ہے، جو ان کے گہرے ہوتے سماجی شعور اور فنی ارتقاء کا عکاس ہے۔ "بازارِ حُسن" کا پلاٹ ایک مرکزی کردار (سمن) پر مرکوز، نسبتاً خطی اور اصلاحی انجام کا حامل ہے۔ اس کا بیانیہ کہیں کہیں نصیحت آمیز ہے اور مقصد سماجی مسئلے (طوائفیت) کا انفرادی و محدود ادارہ جاتی حل (بازارِ حسن) پیش کرنا ہے۔ اس کے برعکس، "گودان" کا پلاٹ پیچیدہ، کثیرالہجہتی، اور متعدد متوازی کہانیوں پر مشتمل ہے، جو نوآبادیاتی ہندوستان کے دیہی و شہری سماج کی جامع تصویر کشی کرتا ہے۔ یہ باختن کے "مکالماتی" ناول کے تصور سے قریب ہے، جہاں مختلف سماجی آوازیں ٹکراتی ہیں۔ اس کا بیانیہ وسیع، دستاویزی، اور غیر مصالحانہ ہے، جس کا المناک انجام (ہوری کی خواہش کی عدم تکمیل) نظام کی بے رحمی اور انسانی بے بسی کو شدت سے عیاں کرتا ہے۔ یہاں مقصد استحصالی نظام کی داخلی حرکیات اور اس کے تباہ کن نتائج کو بے نقاب کرنا ہے۔

• بیانیہ تکنیکوں میں بھی جوہری فرق ہے۔ "گودان" میں زبان کا استعاراتی، علامتی (مثلاً گائے کا کثیر معنوی استعارہ)، اور طنزیہ استعمال کہیں زیادہ پختہ اور گہرا ہے۔ راوی کا نقطہ نظر وسیع اور سماجیاتی ہو جاتا ہے، اور مکالمے طبقاتی نفسیات کے زیادہ گہرے عکاس ہیں۔ یہ فنی تبدیلیاں محض اصلاحی پیغام رسانی سے آگے بڑھ کر، ایک پیچیدہ اور جابرانہ نظام پر کثیر جہتی تنقید کے لیے مؤثر ہتھیار بن جاتی ہیں، جو پریم چند کی حقیقت نگاری میں ایک جوہری نوعی تغیر کو ثابت کرتی ہیں۔

4.4. حقیقت نگاری کی نوعیت میں جوہری تغیر: اصلاحی مثالیت سے نظام پر مبنی تنقید تک

"بازارِ حُسن" اور "گودان" میں حقیقت نگاری کی بنیادی نوعیت، اس کے مقصد، اور اس کے سماجی مضمرات میں ایک واضح اور جوہری فرق ہے، جو پریم چند کے فکری سفر میں ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

(1) "بازارِ حُسن": اصلاح پر مبنی حقیقت نگاری (Reform-Oriented Realism)

"بازارِ حُسن" کی حقیقت نگاری کا بنیادی مقصد سماجی رسوم کی خرابیوں (جیسا کہ پہلے ذکر ہوا، جھیز، بے جوڑ شادی، طوائف بننے پر مجبور کرنے والے سماجی حالات) اور ان سے منسلک انفرادی اخلاقی کمزوریوں یا خوبیوں (مثلاً سمن کی نفسیاتی الجھنیں، گجادر کی تنگ نظری، پدم سنگھ کی فراخ دلی) کی نشاندہی کرنا اور ان کی اصلاح کی ترغیب دینا ہے۔ یہ ناول سماج کے اندر موجود برائیوں پر تنقید کرتا ہے اور انفرادی سطح پر اخلاقی بیداری (سمن کی تبدیلی) اور محدود سماجی اصلاحی تحریکوں (سیوا سدن کا قیام) کے ذریعے حل تجویز کرتا نظر آتا

ہے۔ یہ ایک طرح کی "مثالی حقیقت نگاری" (Idealist Realism) یا "اصلاحی حقیقت نگاری" (Reformist Realism) کی عمدہ مثال ہے، جہاں حقیقت نگاری کا استعمال ایک بہتر، زیادہ اخلاقی اور منصفانہ سماجی صورتحال کی طرف اشارہ کرنے اور اس کے حصول کی امید دلانے کے لیے ہوتا ہے۔ یہاں مقصد بنیادی طور پر فرد اور سماجی رسوم کی اصلاح ہے، نہ کہ پورے نظام کی بنیادی ساخت پر سوال اٹھانا۔

2) "گودان": نظام پر مبنی حقیقت نگاری (Systemic Critique Realism)

اس کے برعکس، "گودان" کی حقیقت نگاری کا بنیادی مقصد اور ہدف پورے سماجی و معاشی نظام کے استحصالی اور جابرانہ ڈھانچے کو اس کی تمام تر پیچیدگیوں اور سفاکیوں کے ساتھ بے نقاب کرنا ہے۔ یہ ناول صرف انفرادی برائیوں، کرداروں کی اخلاقی کمزوریوں، یا مخصوص سماجی رسومات پر تنقید نہیں کرتا، بلکہ نوآبادیاتی دور کے جاگیردارانہ نظام، مہاجنی استحصال، ذات پات کی تفریق، مذہبی پیشوائیت کے استحصال، اور ریاستی اداروں (پولیس، عدالت، انتظامیہ) کی عوام دشمنی اور ان کی جڑوں میں موجود غیر انسانی خرابیوں پر ایک گہری، سخت، اور نظام پر مبنی (systemic) تنقید کرتا ہے۔ "گودان" کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ انفرادی نیکی، محنت، یا قربانی (جیسے ہوری کی ایمانداری، دیانداری اور بے پناہ محنت، دھنیا کی ہمت اور مزاحمت) ایک ظالمانہ اور غیر منصفانہ نظام کے سامنے تقریباً بے بس اور ناکافی ہیں۔ یہ ناول نظام کی بنیادی تبدیلی کی ضرورت کی طرف ایک خاموش مگر طاقتور اشارہ کرتا ہے، نہ کہ صرف انفرادی اصلاح یا سطحی سماجی تبدیلیوں پر اکتفا کرتا ہے۔ یہاں حقیقت نگاری غیر مصالمانہ، تلخ اور المناک ہے۔ یہ سماجی ڈھانچوں کو ان کی تمام تر جابرانہ قوت، ان کی داخلی منطق، اور ان کے انسانیت سوز نتائج کے ساتھ پیش کرتا ہے، جیسا کہ مارکس (1976) اور ویر (1978) کے نظریات استحصالی نظاموں کے حوالے سے پیش کرتے ہیں۔ یہاں حقیقت نگاری کا مقصد نظام کی تنقید، اس کے المناک نتائج کو بغیر کسی لگی لپٹی کے پیش کرنا، اور قاری کو سماجی حقیقت کی تلخ گہرائیوں سے روشناس کرانا ہے۔

تجزیہ : یہ جوہری نوعی تغیر اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ پریم چند کا سماجی و سیاسی شعور انفرادی اخلاقیات اور سماجی رسوم کی سطح سے کہیں بلند ہو کر نظام سماج (social system) اور اس کی بنیادی معاشی و سیاسی ساخت پر مرکوز ہو گیا تھا۔ ان کا تجزیہ زیادہ ریڈیکل اور بنیادی نوعیت کا ہو گیا تھا، جو مارکسی اور دیگر سماجیاتی تنقید کے نظریات سے گہرا فکری ربط رکھتا ہے۔ حقیقت نگاری کا مقصد محض عکاسی، اصلاحی تلقین، یا اخلاقی سبق آموزی نہیں رہا، بلکہ یہ استحصالی نظام پر مبنی ایک گہری تنقید اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی انسانی المناکی کو فنکارانہ مہارت کے ساتھ بے نقاب کرنا بن گیا تھا۔

4.5. جوہری تغیر کے سماجی، معاشی، اور سیاسی محرکات: تاریخی تناظر کا ناگزیر اثر

پریم چند کی حقیقت نگاری میں "بازارِ حُسن" (1919ء) سے "گودان" (1936ء) تک دکھائی دینے والا یہ گہرا جوہری نوعی تغیر محض ان کی ذاتی فنی چٹنگی یا فکری ارتقاء کا نتیجہ نہیں تھا، بلکہ یہ اس عہد کے ہندوستان کے تیزی سے بدلتے ہوئے اور شدید تر ہوتے سماجی، معاشی، اور سیاسی منظر نامے سے گہرا اور ناگزیر طور پر مربوط تھا۔ یہ تاریخی محرکات پریم چند جیسے حساس اور سماجی طور پر باشعور ادیب کے لیے خام مواد بھی فراہم کر رہے تھے اور ان کے زاویہ نظر کو بھی متاثر کر رہے تھے۔ ان محرکات کا تجزیہ اس تغیر کی تاریخی معنویت کو سمجھنے کے لیے کلیدی ہے۔

1919ء کے ہندوستان کے محرکات اور "بازارِ حُسن": اصلاح پسندی اور شہری مسائل کا دور

جس وقت "بازارِ حُسن" شائع ہوا، ہندوستان ایک عبوری دور سے گزر رہا تھا۔ بیسویں صدی کے اوائل میں شہری متوسط طبقہ بتدریج ابھر رہا تھا، مغربی تعلیم کے اثرات پھیل رہے تھے، اور متعدد سماجی اصلاحی تحریکیں (مثلاً برہمو سماج، آریہ سماج، اور دیگر علاقائی تنظیمیں) سماجی رسوم و رواج (جیسے سستی کی رسم) (اگرچہ قانونی طور پر ختم)، کم عمری کی شادی، جہیز، پردہ، بیواؤں کے مسائل) کی اصلاح پر زور دے رہی تھیں۔ گوکھلے اور دیگر اعتدال پسند رہنماؤں کے زیر اثر سیاسی بیداری بھی بڑھ رہی تھی، لیکن قومی تحریک ابھی اپنے زیادہ ریڈیکل مراحل میں داخل نہیں ہوئی تھی۔ جلیانوالہ باغ کا سانحہ (1919ء) اور اس کے بعد تحریک خلافت و عدم تعاون (1920-22ء) نے ماحول کو یکسر تبدیل کرنا شروع

کیا، لیکن "بازارِ حُسن" کی تخلیق کا زمانہ عمومی طور پر ایک ایسی فضا کا عکاس ہے جہاں شہری مسائل، انفرادی اخلاقی بیداری، اور سماجی اصلاح کے ذریعے بتدریج تبدیلی کی امید موجود تھی۔ ایسے میں، "بازارِ حُسن" جیسا ناول جو شہری متوسط طبقے کے مسائل (طوائف کا مسئلہ، بے جوڑ شادی، عورتوں کی تعلیم اور حقوق) کو موضوع بناتا تھا، انفرادی اخلاقی کشمکش کو پیش کرتا تھا، اور اصلاحی حل (سیوا سدن) تجویز کرتا تھا، اپنے عہد کے غالب سماجی و سیاسی شعور اور اصلاحی رجحانات سے گہری ہم آہنگی رکھتا تھا۔

(1) 1920ء کی دہائی کے اواخر اور 1930ء کی دہائی کے ہندوستان کے محرکات اور "گٹودان": معاشی بحران، کسانوں کی بدحالی، اور نظام پر بڑھتا ہوا عدم اعتماد 1919ء سے 1936ء کے درمیان عرصے میں، بالخصوص 1920ء کی دہائی کے اواخر اور 1930ء کی دہائی کے اوائل میں، ہندوستان اور عالمی سطح پر ڈرامائی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔

(2) عالمی معاشی بحران (The Great Depression, 1929 onwards): اس بحران نے ہندوستانی زراعت پر تباہ کن اثرات مرتب کیے۔ زرعی اجناس کی قیمتیں عالمی منڈی میں گر گئیں، جس سے ہندوستانی کسان، جو پہلے ہی قرضوں کے بوجھ تلے دبا ہوا تھا، مزید بدحال ہو گیا۔ قرضوں کی عدم ادائیگی، زمینوں سے بے دخلی، اور بھوک و افلاس عام ہو گئے۔ "گٹودان" میں ہوری کی معاشی تباہی اس بحران کے بالواسطہ اثرات کی بھی عکاسی کرتی ہے۔

(3) کسانوں کی بڑھتی ہوئی بدحالی اور کسان تحریکیں: نوآبادیاتی حکومت کی زرعی پالیسیاں، زمینداروں اور مہاجنوں کا استحصال، اور ریاستی ٹیکسوں کے بوجھ نے کسانوں کو مکمل طور پر بے بس کر دیا تھا۔ اس دور میں ہندوستان کے مختلف حصوں میں منظم کسان تحریکیں (Kisan Sabhas) ابھریں، جنہوں نے کسانوں کے حقوق کے لیے آواز بلند کی (بحوالہ چندرا، 1988؛ راؤ، 1963، اگرچہ یہ مخصوص بغاوتوں پر ہے، مگر عمومی کسان بے چینی کا اشارہ دیتا ہے)۔ پریم چند ان تحریکوں اور کسانوں کی حالتِ زار سے بخوبی واقف تھے، جو ان کی تحریروں، خاص طور پر "گٹودان"، میں واضح طور پر جھلکتی ہے۔

(4) قومی تحریک کی شدت اور سیاسی بیداری میں اضافہ: گاندھی جی کی قیادت میں سول نافرمانی کی تحریک (1930-34ء)، بھگت سنگھ اور دیگر انقلابیوں کی جدوجہد، اور کانگریس کے اندر سوشلسٹ نظریات کے فروغ (مثلاً جواہر لعل نہرو، کانگریس سوشلسٹ پارٹی کا قیام 1934ء) نے نوآبادیاتی نظام اور داخلی استحصالی ڈھانچوں پر سوالات کو مزید گہرا کیا۔ اب صرف سیاسی آزادی نہیں بلکہ سماجی و معاشی انصاف کا مطالبہ بھی زور پکڑ رہا تھا۔

(5) پریم چند کا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ: پریم چند خود دیہی پس منظر سے تعلق رکھتے تھے اور اپنی زندگی کے مختلف مراحل میں دیہی زندگی اور کسانوں کے مسائل کا براہِ راست مشاہدہ کرتے رہے۔ گورکھپور اور دیگر علاقوں میں ملازمت کے دوران انہیں سرکاری مشینری اور استحصالی نظام کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ان کے مضامین، خطوط، اور اداریتی تحریریں (مثلاً "ہنس" اور "جاگرن") میں ان کے گہرے سماجی و سیاسی شعور اور وقت کے ساتھ ساتھ ان کے نظریات میں آنے والی پختگی اور ریڈیکلائزیشن کی عکاس ہیں (بحوالہ کلیات پریم چند - مضامین، اگر دستیاب ہوں، یا امرت رائے کی "قلم کا سپاہی")۔ انہوں نے واضح طور پر محسوس کیا کہ ہندوستان کا اصل مسئلہ محض چند سماجی رسوم یا انفرادی اخلاقی کمزوریاں نہیں، بلکہ وہ پورا استحصالی نظام ہے جو نوآبادیاتی طاقتوں، مقامی جاگیرداروں، مہاجنوں، اور مذہبی ٹھیکیداروں کے گٹھ جوڑ پر قائم ہے۔

تجزیہ: ان تمام محرکات نے پریم چند کی فکر اور فن پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ انہوں نے یہ محسوس کیا کہ "بازارِ حُسن" جیسی انفرادی اصلاح پسندی یا شہری مسائل پر مبنی حقیقت نگاری ناکافی ہے۔ ہندوستان کے کروڑوں کسانوں کی المناک زندگی اور ان پر مسلط کردہ جابرانہ نظام کو بے نقاب کرنا زیادہ اہم اور فوری ضرورت ہے۔ "گٹودان" کی المناک، غیر مصالحانہ، اور نظام پر مبنی حقیقت نگاری اسی عہد کے تلخ حقائق، بڑھتی ہوئی مایوسی (اگرچہ جدوجہد کا جذبہ بھی موجود تھا)، اور نظام کو اس کی جڑوں سے سمجھنے کی گہری بصیرت کا ناگزیر نتیجہ ہے۔ پریم چند کا جھکاؤ مارکسی اور سوشلسٹ نظریات کی طرف بڑھتا گیا، جو "گٹودان" میں طبقاتی جبر اور معاشی استحصال کی بے رحم عکاسی میں واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ تاریخی اور سماجی و سیاسی ربط واضح کرتا ہے کہ پریم چند کی حقیقت نگاری کا جوہری نوعی تغیر محض ایک فنی تجربہ یا ذاتی پسند کا معاملہ نہیں تھا، بلکہ

یہ ایک ایسے عظیم اور حساس ادیب کا اپنے عہد کی تاریخ، اس کے تضادات، اور اس کی انسانی قیمت پر ایک گہرا، دیانتدارانہ، اور جرات مندانہ فکری و فنی ردِ عمل تھا۔ یہ تغیر، لہذا، ان کے عہد کے مخصوص سماجی، معاشی، اور سیاسی حالات کا براہِ راست اور نامیاتی نتیجہ تھا۔

5. نتائج (Conclusion)

اس تحقیقی و تنقیدی مطالعے کے ذریعے منشی پریم چند کے دو نمائندہ ناولوں، "بازارِ حُسن" (1919ء) اور "گودان" (1936ء) میں حقیقت نگاری کے فنی اظہار اور مقاصد کا تفصیلی تقابلی تجزیہ کیا گیا۔ اس تجزیے کی بنیاد پر درج ذیل کلیدی نتائج اخذ کیے گئے ہیں، جو ہمارے ابتدائی تحقیقی سوالات کے براہِ راست جوابات فراہم کرتے ہیں:

- (1) **حقیقت نگاری میں جوہری نوعی تغیر کا اثبات:** مطالعے سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ پریم چند کی حقیقت نگاری نے "بازارِ حُسن" سے "گودان" تک کے سفر میں محض ایک تدریجی ارتقاء یا موضوعاتی وسعت ہی اختیار نہیں کی، بلکہ ایک واضح، گہرا، اور جوہری نوعی تغیر (Qualitative Transformation) طے کیا۔ یہ تغیر حقیقت نگاری کے ہدف، اسلوب، کردار نگاری، پلاٹ کی ساخت، اور بنیادی فلسفیانہ نقطہ نظر میں ایک بنیادی تبدیلی کا عکاس ہے۔ (تحقیقی سوال 1 کا جواب)
- (2) **"بازارِ حُسن" میں حقیقت نگاری کی نوعیت:** "بازارِ حُسن" میں پریم چند کی حقیقت نگاری بنیادی طور پر شہری متوسط طبقے کے سماجی مسائل (جینز، بے جوڑ شادی، طوائف بننے کے سماجی و انفرادی عوامل) اور ان سے جڑی انفرادی اخلاقی و نفسیاتی کشمکش پر مرکوز تھی۔ اس کا مرکزی ہدف سماجی رسوم کی اصلاح اور انفرادی کرداروں کی اخلاقی تطہیر تھا۔ ناول کا لہجہ زیادہ اصلاحی تھا، اور اس میں سماجی تبدیلی و انفرادی بہتری کی ایک واضح امید کی جھلک موجود تھی۔ یہاں حقیقت نگاری کا دائرہ کار سماجی رسم کی خامیوں اور ان پر مبنی انفرادی اخلاقی ڈرامے کی سطح پر تھا۔
- (3) **"گودان" میں حقیقت نگاری کا جوہری تغیر:** اس کے برعکس، "گودان" میں پریم چند کی حقیقت نگاری نے ایک یکسر مختلف، وسیع تر، اور گہری تر جہت اختیار کی۔ یہ دیہی ہندوستان کے وسیع کینوس پر پھیل گئی، اور کسانوں کی زندگی، زرعی معیشت کے جاہلانہ استحصالی ڈھانچوں (جاگیرداری، مہاجتی نظام، ریاستی جبر)، طبقاتی جبر کی سفاکی، اور ان کے سامنے انسانی تقدیر کی المناک بے چارگی کو اپنے مرکزی موضوع کے طور پر پیش کیا۔ "گودان" کی حقیقت نگاری محض فرد یا رسم کے مسائل کی عکاسی نہیں، بلکہ پورے نظام سماج (social system) اور اس کی جڑوں میں پیوست خامیوں، تضادات، اور غیر انسانی پہلوؤں پر ایک سخت، بے رحم، اور نظام پر مبنی تنقید (systemic critique) بن گئی۔ یہاں امید کا عنصر تقریباً معدوم ہو جاتا ہے، اور حقیقت اپنی تمام تر تلخی، پیچیدگی، اور المناکی کے ساتھ سامنے آتی ہے۔ یہ حقیقت نگاری نوعی طور پر "بازارِ حُسن" سے اس لیے مختلف ہے کہ اس کا ہدف اب انفرادی اصلاح یا سماجی رسم پر تنقید نہیں، بلکہ استحصالی نظام کی بنیادی ساخت اور اس کے ناگزیر نتائج کو بے نقاب کرنا ہے۔
- (4) **فنی و موضوعاتی پہلوؤں میں تغیر کی عکاسی:** یہ جوہری نوعی تغیر دونوں ناولوں کے متعدد فنی و موضوعاتی پہلوؤں میں واضح طور پر منعکس ہوتا ہے (تحقیقی سوال 2 کا جواب):
- (5) **موضوعاتی گہرائی و وسعت:** "بازارِ حُسن" کے شہری و انفرادی مسائل کے مقابلے میں "گودان" دیہی ہندوستان کے طبقاتی اور نظامیاتی مسائل کا احاطہ کرتا ہے۔
- (6) **کردار نگاری:** "بازارِ حُسن" کے نفسیاتی و اخلاقی کشمکش سے دوچار انفرادی کرداروں کے برعکس، "گودان" کے کردار (خصوصاً ہوری) طبقاتی نمائندگی اور نظام کے جبر کے تحت اپنے والے وجودی المیے کی علامت بن جاتے ہیں۔
- (7) **پلاٹ کی ساخت:** "بازارِ حُسن" کے نسبتاً خطی اور اصلاحی انجام والے پلاٹ کے مقابلے میں "گودان" کا پلاٹ کثیرالجہت، پیچیدہ اور المناک انجام پر منتج ہوتا ہے۔
- (8) **بیانیہ تکنیک و زبان:** "گودان" میں زبان کا استعاراتی، علامتی، اور طنزیہ استعمال زیادہ گہرا اور موثر ہے، اور راوی کا نقطہ نظر زیادہ وسیع اور سماجیاتی ہو جاتا ہے۔

9) سماجی، معاشی، اور سیاسی محرکات کا کردار: پریم چند کی حقیقت نگاری میں یہ جوہری نوعی تغیر ان کے بڑھتے ہوئے سماجی و سیاسی شعور اور 1919ء سے 1936ء کے درمیانی عرصے میں ہندوستان میں رونما ہونے والے اہم سماجی، معاشی، اور سیاسی واقعات (عالمی معاشی بحران، کسانوں کی بد حالی میں شدید اضافہ، منظم کسان تحریکیں، قومی تحریک کی شدت، سوشلسٹ نظریات کا فروغ) کا براہ راست اور ناگزیر نتیجہ تھا (تحقیقی سوال 3 کا جواب)۔ ان تاریخی محرکات نے پریم چند کی بصیرت کو گہرا کیا اور انہیں یہ سمجھنے پر مائل کیا کہ ہندوستان کے مسائل کی جڑیں انفرادی کمزوریوں یا جزوی سماجی برائیوں میں نہیں، بلکہ پورے استحصالی نظام کی ساخت میں پیوست ہیں۔ 10) ادراک میں گہرائی اور تبدیلی کے امکانات: یہ جوہری نوعی تغیر پریم چند کے ہندوستانی سماجی ڈھانچوں، انسانی حالت کی المناکی، اور نظام کے اندر تبدیلی کے امکانات (یا اس کی عدم موجودگی اور ناگزیر المناکی) کے بارے میں گہرے ہوتے ہوئے اور زیادہ تلخ ادراک کی بھرپور عکاسی کرتا ہے (تحقیقی سوال 4 کا جواب)۔ "گودان" میں تبدیلی کی امید انفرادی اصلاح سے بالاتر ہو کر نظام کی بنیادی تبدیلی کی ضرورت کی طرف ایک (اگرچہ مایوس کن) اشارہ کرتی ہے۔

حتمی تجزیہ: مختصراً، "بازارِ حُسن" سے "گودان" تک کا سفر پریم چند کی حقیقت نگاری کو ایک نئے، انقلابی مقام پر فائز کرتا ہے۔ وہ محض ایک سماجی مصلح یا واقعات کے عکاس کے بجائے ایک ایسے عظیم اور بصیرت افروز حقیقت نگار کے طور پر ابھرتے ہیں جس نے نہ صرف زندگی کی خارجی شکلوں اور انفرادی نفسیات کو پیش کیا، بلکہ اس کے پس پردہ کارفرما گہرے سماجی، معاشی، اور سیاسی ڈھانچوں، قوتوں، اور تضادات کو بھی بے رحمی سے بے نقاب کیا۔ ان کا یہ جوہری نوعی تغیر انہیں ہندوستانی ادب میں حقیقت نگاری کا امام بناتا ہے اور ان کے فن کو آج بھی اتنا ہی متعلقہ، اثر انگیز، اور گہرے سماجی و سیاسی فہم کا ذریعہ ثابت کرتا ہے۔ پریم چند کا کام ایک گراں قدر علمی و فکری میراث ہے جو آج بھی سماجی انصاف اور انسانی بیداری کی جدوجہد میں رہنمائی فراہم کرتا ہے اور ادب کی طاقت کو سماج کے آئینے اور نقاد کے طور پر ثابت کرتا ہے۔

6. سفارشات برائے مزید تحقیق (Recommendations for Future Research):

یہ مطالعہ پریم چند کے دو کلیدی ناولوں پر مرکوز رہا اور ان کی حقیقت نگاری میں "جوہری نوعی تغیر" کے دعوے کو ان کی روشنی میں پرکھنے کی کوشش کی۔ اس تحقیق کی بنیاد پر مستقبل میں درج ذیل سطحوں میں مزید تحقیق کی جاسکتی ہے:

- 1) دیگر تخلیقات کا تجزیہ: پریم چند کے دیگر اہم ناولوں (مثلاً گوشہ عافیت، چوگانِ ہستی، غبن، بیوا، جلوہٴ ایشا) اور مختلف ادوار سے تعلق رکھنے والے ان کے افسانوی مجموعوں کا بھی اسی "جوہری نوعی تغیر" کے نظریاتی فریم ورک کے تحت تفصیلی تجزیہ کیا جاسکتا ہے۔ اس سے ان کی حقیقت نگاری کے ارتقاء اور اس میں موجود مختلف نوعی تغیرات (اگر کوئی ہوں) کی ایک زیادہ مکمل اور جامع تصویر سامنے آسکے گی اور "جوہری نوعی تغیر" کے تصور کو مزید مستحکم یا مزید باریک بینی سے سمجھا جاسکے گا۔
- 2) پریم چند کے غیر افسانوی ادب کا کردار: پریم چند کے مضامین، خطوط، ادارتی تحریروں، اور تقاریر کا گہرا مطالعہ اس بات کو مزید واضح کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے کہ ان کے سماجی و سیاسی نظریات کس طرح وقت کے ساتھ تبدیل ہوئے اور ان تبدیلیوں نے ان کی افسانوی حقیقت نگاری میں "جوہری نوعی تغیر" پر کیا اثرات مرتب کیے۔
- 3) تقابلی مطالعات: پریم چند کی حقیقت نگاری (بالخصوص "گودان" میں ظاہر ہونے والی نظام پر مبنی تنقیدی حقیقت نگاری) کا ان کے ہم عصر ہندوستانی زبانوں کے دیگر اہم حقیقت نگار ادیبوں (مثلاً بنگالی میں ٹیگور یا Sarat Chandra Chattopadhyay، مراٹھی، گجراتی، یا جنوبی ہند کی زبانوں کے ادیب) اور عالمی ادب کے عظیم حقیقت نگاروں (مثلاً ٹالسٹائی، ڈکنز، بالزاک، گورکی، زولا) کے ساتھ، اسی "جوہری نوعی تغیر" کے نظریے کی روشنی میں، تقابلی مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ اس سے پریم چند کے مقام کو عالمی ادب کے تناظر میں مزید واضح کیا جاسکے گا۔
- 4) "جوہری نوعی تغیر" کے تصور کی نظریاتی توسیع: خود "جوہری نوعی تغیر" کے تصور کو ادبی تنقید میں ایک ممکنہ تجزیاتی ٹول کے طور پر مزید ترقی دی جاسکتی ہے اور اسے دیگر ادیبوں یا ادبی تحریکوں کے ارتقاء کا مطالعہ کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے، جہاں تبدیلی محض تدریجی نہ ہو بلکہ بنیادی اور جوہری نوعیت کی ہو۔

5) پریم چند کی حقیقت نگاری کا عصری مطابقت (Contemporary Relevance): اس بات پر مزید تحقیق کی جاسکتی ہے کہ پریم چند، بالخصوص "گودان" میں پیش کردہ نظام کے جبر اور انسانی بے بسی کی تصویر کشی، آج کے معاصر بھارت اور عالمی سماجی و معاشی مسائل (مثلاً کسانوں کے مسائل، طبقاتی عدم مساوات، عالمگیریت کے اثرات) کے تناظر میں کیا معنویت اور مطابقت رکھتی ہے۔ ان تحقیقی سستوں پر کام کرنے سے نہ صرف پریم چند شناسی کے افق وسیع ہوں گے بلکہ ادبی تنقید اور سماجی تاریخ کے باہمی تعلق کو سمجھنے میں بھی مدد ملے گی۔

حوالہ جات (References)

- احتشام حسین، سید۔ (1985)۔ تنقیدی جائزے۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔
- اختر، سلیم۔ (1995)۔ اردو ناول کی تنقیدی تاریخ۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔
- امرت رائے۔ (1962)۔ قلم کا سپاہی۔ الہ آباد: ہنس پراکاشن۔
- پریم چند، منشی۔ (1924)۔ بازارِ حسن۔ لاہور: دار الاشاعت پنجاب۔
- پریم چند، منشی۔ (1936)۔ گودان۔ نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔
- حسن، محمد۔ (1990)۔ پریم چند: فن اور شخصیت۔ دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔
- حسین، سید احتشام۔ (1985)۔ ادب اور سماجی حقیقت۔ علی گڑھ: ایجو کیشنل بک ہاؤس۔
- رائے، امرت۔ (1962)۔ قلم کا سپاہی (اردو ترجمہ از محمد رفیق)۔ لاہور: مکتبہ جدید۔
- رئیس، قمر۔ (1990)۔ پریم چند کا تنقیدی مطالعہ (تیسرا ایڈیشن)۔ دہلی: ایجو کیشنل پبلی شنگ ہاؤس۔
- صادق، محمد۔ (1982)۔ بیسویں صدی میں اردو ادب۔ نئی دہلی: ترقی اردو بیورو۔
- صدیقی، سہیل احمد۔ (2000)۔ اردو ناول کی تنقید۔ کراچی: فضلی سنز۔
- نارنگ، گوپی چند۔ (2013)۔ اردو افسانہ: روایت اور مسائل (نیا ایڈیشن)۔ دہلی: ایجو کیشنل پبلی شنگ ہاؤس۔
- Anderson, B. (2006). Imagined communities: Reflections on the origin and spread of nationalism (Revised ed.). London & New York: Verso. (Original work published 1983)
- Bakhtin, M. M. (1981). The dialogic imagination: Four essays (M. Holquist, Ed.; C. Emerson & M. Holquist, Trans.). Austin: University of Texas Press.
- Chandra, B. (1988). India's struggle for independence, 1857-1947. New Delhi: Penguin Books.
- Eagleton, T. (1976). Marxism and literary criticism. Berkeley: University of California Press.
- Levin, H. (1963). The gates of horn: A study of five French realists. New York: Oxford University Press.



- Lukács, G. (1971). *The theory of the novel* (A. Bostock, Trans.). Cambridge, MA: MIT Press. (Original work published 1916/1920)
 - Marx, K. (1976). *Capital: Volume 1* (B. Fowkes, Trans.). London: Penguin Books. (Original work published 1867)
 - Pandey, G. (1990). *The construction of communalism in colonial North India*. New Delhi: Oxford University Press.
 - Rao, Y. V. Krishna. (1963). *Indian peasant uprisings and struggles*. New Delhi: People's Publishing House.
 - Watt, I. (1957). *The rise of the novel: Studies in Defoe, Richardson and Fielding*. Berkeley: University of California Press.
- Weber, M. (1978). *Economy and society: An outline of interpretive sociology* (G. Roth & C. Wittich, Eds.). Berkeley: University of California Press. (Original work published 1922)